محمد اسحاق بھٹی

ایک حدیث

عن ابی هریرۃ قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم الساعی علی الارملتہ والمسکین کالساعی فی سبیل اللّٰہ واحسبہ قال کالقائم لا یفتر وکالصائم لایفطر (مشکوۃ' باب الشفقتہ والرحمتہ علی الخلق)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بیوہ عورت اور مسکین کی خبرگیری کرنے والا اس شخص کی مانند ہے' جو راہ خدا میں مصروف جہاد ہے۔ (اس سے آگے حدیث کے راوی حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں) مجھے گمان ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا ایسا شخص اس شخص کی طرح ہے جو متواتر رات کو قیام کرتا اور دن کو مسلسل روزے رکھتا ہے۔

اسلام کے بارے میں یہ حقیقت ذہن میں رکھنی چاہیے کہ یہ امن و سلامتی' شفقت و محبت' ہمدردی و رحم دلی اور نصح و خیرخواہی کا مذہب ہے۔ جو شخص حلقہ اسلام میں داخل ہوا اور جس نے اس وادئی پر فضا میں قدم رکھا' سمجھ لیجیے کہ وہ امن و سلامتی اور شفقت و رحمت کے اوصاف سے مالا مال ہو

گیا، بشرطیکہ خلوص قلب کی دولت سے بہرہ مند ہو۔

اسلامی تعلیمات کا دائرہ نہایت وسیع ہے اور قرآن و حدیث کے احکام و فرامین کی حدود دور دور تک پھیلی ہوئی ہیں، ان میں جہاں نماز، روزہ اور حج، زکوٰۃ وغیرہ شامل ہیں، وہاں غریب کی امداد، مسکین کی نصرت، بیوگان کی اعانت اور بے سہارا افراد کی خبرگیری کو خاص اہمیت حاصل ہے۔ قرآن مجید نے ان لوگوں کو نیکوکار اور بارگاہ خداوندی میں لائق احترام قرار دیا ہے، جو بلا کسی جزا و صلہ کے محض اللہ کی رضا اور خوشنودی کے لیے مسکینوں، یتیموں اور قیدیوں کی جائز ضرورتیں پوری کرتے اور ان کے لیے کھانے پینے کا سامان بہم پہنچاتے ہیں۔

قرآن میں فرمایا گیا ہے کہ بعض ایسے لوگ بھی معاشرے میں پائے جاتے ہیں جو بے شک قابل امداد اور مستحق اعانت ہوتے ہیں، لیکن کسی کے سامنے دست سوال دراز نہیں کرتے۔ ان کی غیرت نفس اور خودداری ذہن ان کو مانگنے سے روکتی اور دوسرے کے دروازے پر دستک دینے سے منع کرتی ہے۔ اس قسم کے لوگوں کی تلاش کر کے مدد کرنا نہایت ضروری ہے۔ ان صابر و شاکر اور خاموش طبع لوگوں کی غربت و بے چارگی کا اندازہ ان کے چہروں سے لگانا چاہیے اور آثار مسکنت کو ان کی پیشانیوں پر دیکھنے کی کوشش کرنا چاہیے۔

بیواؤں، مسکینوں اور یتیموں کی مدد کرنا آنحضرتؐ کے معمولات میں شامل تھا۔ منصب نبوت پر فائز ہونے سے پہلے بھی آپؐ معاشرے کے بے سہارا لوگوں کی دست گیری کرتے تھے اور خلعت نبوت سے سرفراز ہونے کے بعد بھی آپؐ نے ہمیشہ ان کو مرکز توجہ ٹھہرائے رکھا۔ آپ ان کی مالی مدد بھی کرتے، اور ان کے کام کاج کے سلسلے میں بھی ان سے تعاون فرماتے۔ لوگوں کو بھی ان کی معاونت کی تلقین فرماتے تھے۔

آنحضرتؐ کی حیات طیبہ میں اس قسم کی بے شمار مثالیں ملتی ہیں کہ

آپؐ نے خود تکلیف اٹھا کر ان کی اعانت فرمائی اور ہر موقعے پر آپؐ کی نظر التفات ان کی طرف رہی۔

آنحضرتؐ کے اس دنیا سے تشریف لے جانے کے بعد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ مسند خلافت پر متمکن ہوئے تو انھوں نے بھی آپؐ کے اس اسوۂ حسنہ پر عمل کیا۔ وہ غریبوں اور بیواؤں کے گھروں میں جاتے' ان کی چھوٹی بڑی ضروریات کا پتا لیتے اور جہاں تک ممکن ہوتا ان کو پورا کرنے کی سعی فرماتے۔

حضرت ابو بکرؓ کی وفات کے بعد حضرت عمرفاروقؓ اس منصب پر فائز ہوئے تو وہ بھی کامل توجہ اور کوشش سے یہ فریضہ سرانجام دیتے رہے۔ انھوں نے گلی محلوں اور گھروں میں جاکر اور مختلف لوگوں سے پوچھ کر مستحقین کی ایک فہرست مرتب کی۔ ان کی حسب ضرورت بیت المال (یعنی حکومت کے خزانے) سے ان کو نقد پیسے بھی دیے جاتے تھے اور آٹا' گندم اور ضرورت کی دوسری اشیا بھی مہیا کی جاتی تھیں۔

حضرت عثمانؓ اور حضرت علی رضی اللہ عنہما کے عہد خلافت میں بھی یہی معمول رہا اور معاشرے کے کمزور اور مستحق طبقے کی بیت المال سے بدستور مدد کی جاتی رہی۔

اسلام صرف عبادات اور نماز روزے کا مذہب نہیں ہے' ہمدردئ خلائق اور بندگان خدا کی مالی امداد' غربا و مساکین کی خبرگیری اور بیوگان و مستحقین کی اعانت بھی اس میں شامل ہے' بلکہ اس شق پر عمل کو لازم قرار دیا گیا ہے۔

حکومت کا بھی فرض ہے کہ وہ اپنے ذرائع سے اصحاب استحقاق کی ایک فہرست بنائے اور ان کی مدد کرے۔ معاشرے کے ارباب دولت کو بھی چاہیے کہ وہ ملی اعتبار سے کمزور لوگوں کی مدد کو اپنے فرائض میں شامل کرے۔

لوگوں کی انفرادی طور پر بھی مدد کرنی چاہیے اور ان کے لیے شفاخانے اور سکول وغیرہ قائم کر کے ان کی اجتماعی مدد کے لیے بھی کوشاں ہونا چاہیے۔

یہاں یہ بات یاد رہنی چاہیے کہ اسلام انسانیت کی ہمدردی کا قائل ہے اور اسے ہر معاملے میں مقدم گردانتا ہے۔ حدیث میں یہ نہیں فرمایا گیا کہ مسلمانوں کی مدد کی جائے بلکہ حدیث کے الفاظ عام ہیں، یعنی ہر مسکین، ہر ضرورت مند، ہر غریب اور ہر بیوہ کی مدد کی جائے، بے شک یہ لوگ کسی مذہب سے تعلق رکھتے ہوں، مسلمان ہوں یا غیر مسلمان۔ یہ حدیث مشکوۃ میں جس عنوان کے تحت درج کی گئی ہے، وہ ہے " باب الشفقنه و الرحمته علی الخلق" یعنی مخلوق خدا پر شفقت اور مہربانی کرنے کا باب۔ اس سے واضح ہوا کہ بلا امتیاز مذہب و ملت خلق خدا سے شفقت و رحمت کا برتاؤ کرنا چاہیے۔